سورة آل عمران

آیات ۱۶۱ - ۱۵۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ
اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ
قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ يُحْىٖ وَ يُمِيْتُ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِىْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ
قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا
غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِى
الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ
اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِىْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى
اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَ مَا كَانَ لِنَبِىٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا
غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

آل عمران
اہل کتاب کو دعوت اسلام
امتِ مسلمہ کو باہمی اتحاد
اور تنظیمی ہدایات
1
آیت 1-32
اہل کتاب خصوصاً نصاریٰ
سے خطاب کی تمہید
اور اسلام کی دعوت
2
آیت
33 - 63
نصاریٰ سے براہ راست
خطاب -(۹ ہجری میں)
قصہ مریمؑ اور زکریاؑ
عقیدۂ تثلیث کا ابطال
3
آیت
64 - 101
مسلمانوں کو اہل کتاب کے
شر سے آگاہ اور خبردار کیا
گیا ہے
4
آیت
102- 120
مسلم امہ سے خطاب
عمومی، اصولی اور تنظیمی
ہدایات
5
آیت
121- 189
غزوۂ احد، اس کے بعد
کی سنگین صورتحال پر
تبصرہ اور ہدایات
6
آیت 190-200
اختتامیہ
سورت کے مضامین کا خلاصہ
اہل کتاب خصوصاً نصاریٰ سے خطاب
امتِ مسلمہ سے خطاب

يَآَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِينَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا

يَآَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا - اے لوگو جو ایمان لائے

لَا تَكُوْنُوْا - نہ ہو جاؤ

كَالَّذِينَ كَفَرُوْا - ان کی مانند جنہوں نے کفر کیا

وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ - اور کہا اپنے بھائیوں کے لیے

اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ - جب وہ لوگ نکلے زمین میں

اَوْ كَانُوْا غُزًّى - یا وہ لوگ تھے جنگ کرنے والے

غُزًّى - غَازِيْ کی جمع

غزَا يَغْزُوْ ، غَزْوًا جنگ کے لیے نکلنا، حملہ کرنا

غَازٍی جنگ کرنے والا

غَزْوَةٌ : جنگ، حملہ - اصطلاحاً....

لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا - (کہ) اگر وہ ہوتے ہمارے پاس

مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۗ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾

مَا مَاتُوْا - تو وہ نہ مرتے

وَ مَا قُتِلُوْا - اور نہ ہی وہ قتل کیے جاتے

لِيَجْعَلَ اللّٰهُ - (یہ اس لیے) کہ بنائے اللہ

ذٰلِكَ حَسْرَةً - اس کو ایک حسرت

فِيْ قُلُوْبِهِمْ - ان کے دلوں میں

وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ - اور اللہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ - اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِيْرٌ - دیکھنے والا ہے

حَسْرَة : افسوس ، ارمان ، کسی چیز کے کھو جانے پر اظہار تاسف

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا
غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ
يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١٥٦﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، کافروں کی سی باتیں نہ کرو جن کے عزیز و اقارب اگر کبھی سفر پر جاتے ہیں یا جنگ میں شریک ہوتے ہیں (اور وہاں کسی حادثہ سے دوچار ہو جاتے ہیں) تو وہ کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مارے جاتے اور نہ قتل ہوتے اللہ اس قسم کی باتوں کو ان کے دلوں میں حسرت و اندوہ کا سبب بنا دیتا ہے، ورنہ دراصل مارنے اور جِلانے والا تو اللہ ہی ہے اور تمہاری حرکات پر وہی نگراں ہے

O ye who believe! Be not like the Unbelievers, who say of their brethren, when they are travelling through the Earth or engaged in fighting: "If they had stayed with us, they would not have died, or been slain." This that Allah may make it a cause of sighs and regrets in their hearts. It is Allah that gives Life and Death, and Allah sees well all that ye do.

محمد اقبال

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا

عقیدے کا ضعف کفر تک پہنچا دیتا ہے

- جنگ احد کے حالات پر تبصرہ جاری
- مسلمانوں سے جو غلطیاں ہوئیں ان کی نشاندہی۔ منافقین وغیرہ کے طرز عمل سے بچنے کی ترغیب — اور وہ تصوارت جن سے ان کے عقائد متاثر ہوں ان سے بچنے کی تاکید
- ان تصورات کے ساتھ "کفر" کا لفظ لا کر بتایا جارہا ہے کہ تصورات کا یہ بگاڑ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ...
- ان میں سے ایک ہی کہ اگر کوئی عزیز سفر پر چلا جائے یا جہاد میں شریک ہو اور اسی حالت میں مر جائے تو یہ کہنا کہ ہمارے ساتھ ہوتا یا گھر میں رہتا تو اس طرح مسافرت کی موت نہ مارا جاتا
- اس کا مطلب یہ ہوا کہ موت اور زندگی انسان کی اپنی تدبیر کے ماتحت ہے، آدمی اگر تدبیر کی غلطی نہ کرے تو موت کا شکار ہونے سے بچ سکتا ہے زندگی اور موت اللہ کے قبضے میں نہیں بلکہ آدمی کے اپنے قبضے میں ہے
- یہ وہ عقیدہ ہے جو انسان کو بزدل بھی بناتا ہے اور کفر تک بھی پہنچاتا ہے
- اس کے مقابل اسلام نے انسان کے دل کی مضبوطی اور اس کے کردار میں پختگی کے لیے جو عقیدہ عطا فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ ہی مارتا اور اللہ ہی زندہ کرتا ہے۔ زندگی اور موت سراسر اس کے قبضے میں ہے۔ کوئی آدمی مضبوط سے مضبوط قلعے میں بھی موت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾

- اس آیت کریمہ میں عقیدے کی دوسری تصحیح۔ جو شخص موت کو حالات کا نتیجہ سمجھتا ہے اور اپنے اللہ کے بارے میں یہ مضبوط عقیدہ نہیں رکھتا کہ زندگی اور موت اس کے قبضے میں ہے وہ جب کسی حادثے کا شکار ہوتا ہے تو صرف یہی نہیں کہ اس کے اندر سے بہادری اور بے خوفی جاتی رہتی ہے بلکہ وہ ایک عجیب کرب کا شکار ہو جاتا ہے اور سوچنے لگتا ہے کہ کاش ! میں نے تدبیر کی یہ غلطی نہ کی ہوتی، کاش ! میرا بھائی جنگ پر نہ گیا ہوتا، کاش ! میرا بھائی سفر پر نہ جاتا تو یقینا وہ آج زندہ ہوتا۔
- یہ سوچ اس کے اندر حسرت کا ایسا زخم لگا دیتی ہے کہ جو زندگی بھر مندمل ہونے میں نہیں آتا
- وہ اپنے نقصان کے بارے میں یا بھائی کے (جانی) نقصان کے بارے میں سوچتا ہے تو اس کے دل سے آہیں نکلنے لگتی ہیں کہ کاش ! اس نے ایسا نہ کیا ہوتا، کاش ! اس نے ایسا نہ کیا ہوتا، کاش ! وہ ہمیں چھوڑ کر نہ جاتا۔
- لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہر گز نہیں کہ آدمی دیوانہ وار موت کی وادی میں اترتا چلا جائے اور کسی معاملے میں کبھی احتیاط کا دامن نہ پکڑے اور بلاوجہ خطرات سے کھیلنا شروع کر دے۔
- بلکہ اس کا مطلب یہ کہ آدمی کے ذمہ جو فرائض عائد کیے گئے ہیں ان سے محض اس لیے گریز کا راستہ اختیار نہ کرے کہ اس میں زندگی کے چلے جانے کا امکان ہے محض امکانات پر فرائض سے دست کش ہو جانا یہ وہ کمزوری ہے جو انسان میں مضبوط ارادہ پیدا ہونے نہیں دیتی۔ اللہ کی عائد کردہ ذمہ داریوں کا راستہ بعض دفعہ موت وحیات کے درمیان سے نکلتا ہے۔

مثلِ خلیل ہو اگر معرکہ آزما کوئی اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا

- اللہ اور اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے سچے مومنین کے لیے زندگی و موت اور ان سے جڑے اہم نظریات، سوچ و فکر، اور گفتار و کردار میں صحیح عقائد رکھنا اور کفار کی مشابہت سے پرہیز کرنا ضروری ہے
- تقدیر الہٰی پر مادی عوامل کی حاکمیت کا گمان، ایک کفر آمیز خیال اور نظریہ ہے۔
- جب ان نظریات کی بیخ کنی ہو رہی ہو، یہ اسلامی عقائد ہدف تنقید ہوں ان کے خلاف پروپیگنڈہ ہو تو ان کی ترویج کا بندوبست کیا جائے- ان عقائد کو ان کے ماننے والوں میں راسخ کیا جائے (یہ اس آیت کا سبق)
- ایمانی معاشرے کیلیۓ دشمن کے پروپیگنڈے کی یلغار سے دینی عقائد اور معارف کا دفاع کرنا ضروری ہے۔
- عوام کی اکثریت نتائج اور عواقب کو غیر متعلق اور غلط وجوہات کے ساتھ منسلک کردیتی ہے (جیسا کہ احد کی عارضی شکست کے واقعے میں بھی ہوا۔حالات کا پورے علم اور حکمت کے ساتھ معروضی تجزیہ ضروری)
- اسلامی معاشرے کو حسرت آفرین رجحانات سے پرہیز کرنے کیلیۓ انسان کا ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ اس ضمن میں افراد کی سطح پر صحیح خیالات وافکات اور عقائد کی ترویج ضروری
- ...وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا, وَلَكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اَللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ ; فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ اَلشَّيْطَانِ - مُسْلِمٌ - اور جو تم پر کوئی مصیبت آئے تو یوں مت کہو کہ اگر میں ایسا کرتا یا ایسا کرتا تو یہ مصیبت نہ آتی، لیکن یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں ایسا ہی تھا جو اس نے چاہا کیا اور اگر مگر کرنا شیطان کے لئے راہ کھولنا ہے

وَلَئِنۡ قُتِلۡتُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَوۡ مُتُّمۡ لَمَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَحۡمَۃٌ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾

وَلَئِنۡ قُتِلۡتُمۡ - اور اگر تم قتل ہو

فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ - اللہ کی راہ میں

اَوۡ مُتُّمۡ - یا اگر تم مر جاؤ

لَمَغۡفِرَۃٌ - تو یقیناً مغفرت ہے

مِّنَ اللّٰہِ وَ رَحۡمَۃٌ - اللہ (کی طرف) سے اور رحمت

خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ - بہتر ہے اس سے جو یہ جمع کرتے ہیں

وَلَئِنۡ مُّتُّمۡ - اور اگر تم مر گئے

اَوۡ قُتِلۡتُمۡ - یا تم مار دیے گئے

لَاِلَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ - تو اللہ کی طرف ہی اکٹھا کیے جاؤ گے

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا
يَجْمَعُوْنَ ﴿١٥٧﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿١٥٨﴾

اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی جو رحمت اور بخشش تمہارے حصہ میں آئے گی وہ اُن ساری چیزوں سے زیادہ بہتر ہے جنہیں یہ لوگ جمع کرتے ہیں

اور خواہ تم مرو یا مارے جاؤ بہر حال تم سب کو سمٹ کر جانا اللہ ہی کی طرف ہے

And if ye are slain, or die, in the way of Allah, forgiveness and mercy from Allah are far better than all they could amass.

And if ye die, or are slain, Lo! it is unto Allah that ye are brought together.

محمد اقبال

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

اللہ کی طرف سے مغفرت ورحمت لاکھوں زندگیوں سے بہتر ہے

- مسلمانوں کو یہاں خطاب میں ایک نہایت دلنواز بات فرمائی گئی ہے
- کہ موت سے متعلق لوگوں کو نظریات مختلف ہو سکتے ہیں جو اللہ پہ ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے موت غم واندوہ کا باعث ہو سکتی ہے لیکن اللہ پہ ایمان رکھنے والوں کے لیے اگر وہ اللہ کے راستے میں مارے جائیں تو جان لیں یہ موت ان کے لیے ایک نوید جانفزا ہے
- اللہ کے ہاں پہنچ کر ان کی غلطیاں، سب گناہ اور لغزشیں معاف کر دی جائیں گی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ کی وہ رحمت انہیں میسر آئے گی جس سے بڑی نعمت کا ایک مومن تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ دنیا کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہوگی
- حدیث شریف میں آتا ہے : جب ایک مومن اللہ کی طرف سے ملنے والے انعامات اور نعمتوں کو دیکھے گا تو وہ تمنا کرے گا کہ اگر یہ نعمتیں میری زندگی میں برداشت کی جانے والی تکلیفوں کا صلہ ہیں تو اے کاش ! میری کھال قینچیوں سے کاٹی گئی ہوتی یعنی میں ناقابل برداشت اذیتوں سے دوچار کیا جاتا اور پھر مجھے یہاں ان اذیتوں کا بیش از بیش صلہ ملتا

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ

فَبِمَا رَحْمَةٍ - تو اس رحمت کے سبب سے جو

مِّنَ اللّٰهِ - اللہ (کی طرف) سے ہے

لَانَ يَلِينُ ، لِينًا - نرم ہونا

لِنتَ لَهُمْ - آپؐ نرم ہوئے ان کے لیے

اردو میں : لینت، لَیِّن، مُلَیَّن، لِین

وَلَوْ كُنتَ فَظًّا - اور اگر آپؐ ہوتے تند خو

فَظَّ يَفَظُّ ، فَظَاظَةً - بدمزاج ہونا

غَلِيظَ الْقَلْبِ - سخت دل

غَلَظَ يَغْلِظُ ، غِلَظاً... موٹا ہونا, گاڑھا ہونا, سخت ہونا

لَانفَضُّوا - تو وہ منتشر ہو جاتے

اِنفَضَّ يَنْفَضُّ ، اِنْفِضَاضًا - (VII)
متفرق ہونا، تتر بتر ہونا، منتشر ہونا

مِنْ حَوْلِكَ - آپ کے ارد گرد سے

فَاعْفُ عَنْهُمْ - پس آپ درگذر کریں ان سے

وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَ شَاوِرۡهُمۡ فِی الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ ﴿۱۵۹﴾

وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ - اور بخشش مانگیں ان کے لیے

وَ شَاوِرۡهُمۡ - اور مشورہ کریں ان سے

شَاوَرَ یُشَاوِرُ ، مُشَاوَرَةً رائے لینا، مشورہ لینا (III)

فِی الۡاَمۡرِ - کام میں

فَاِذَا عَزَمۡتَ - پھر جب آپؐ پختہ ارادہ کرلیں

عَزم : کسی کام کو قطعی اور حتمی طور پر کرنے کا ارادہ کرنا

فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰهِ - تو بھروسہ کریں اللہ پر

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ - بیشک اللہ پسند کرتا ہے

الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ - توکل کرنے والوں کو

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ
وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾

(اے پیغمبرؐ) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم اِن لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گردو پیش سے چھٹ جاتے اِن کے قصور معاف کر دو، اِن کے حق میں دعائے مغفرت کرو، اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو، پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اُسی کے بھروسے پر کام کرتے ہیں

It is part of the Mercy of Allah that thou dost deal gently with them Wert thou severe or harsh-hearted, they would have broken away from about thee: so pass over (Their faults), and ask for (Allah's) forgiveness for them; and consult them in affairs (of moment). Then, when thou hast Taken a decision put thy trust in Allah. For Allah loves those who put their trust (in Him).

محمد اقبال

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

نبی اکرم ﷺ کے کریمانہ اخلاق - اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر

- اللہ کی رحمت کو مجسم کرکے نبی ﷺ کے اخلاق اور طرز عمل کی صورت میں پیش کیا گیا ہے
- حتیٰ کہ ان لوگوں سے جن سے احد میں شدید کمزوری کا ارتکاب ہوا تھا آپ ﷺ نے ان سے ان کے طرزِ عمل کی وجوہات تو پوچھیں لیکن آپؐ نے کسی طرح کی سختی نہیں کی اور نہ ہی کسی کو درشت الفاظ سے مخاطب فرمایا اور نہ ہی کسی کو سزا سنائی
- آپ ﷺ پر اللہ کا یہ خصوصی کرم کہ اس نے آپؐ کو نرم خو بنایا ۔ حالات کیسے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں آپؐ نے اپنی نرم خوئی کو کبھی نہیں بدلا۔ اگر آپ ﷺ تند خو ہوتے تو عرب کے بدو اور ان پڑھ لوگ جو اپنی طبیعتوں میں سختی اور اکھڑپن رکھتے تھے وہ تو آپؐ کو چھوڑ کر چلے جاتے
- احد میں صحابہ کرام سے جو غلطیاں ہوئیں ان کو اللہ نے بھی معاف فرما دیا اور اب آپؐ کو ہدایت فرما دی کہ آپؐ بھی ان سے درگزر کیجئے بلکہ ان کے لیے بخشش بھی طلب کیجئے اور جیسے اس جنگ سے پہلے ان سے مختلف امور میں مشورہ لیتے تھے یہ مشورہ لینا جاری رکھیئے

فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ ۚ وَلَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ لَانْفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ ۖ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَشَاوِرۡهُمۡ فِى الۡاَمۡرِ

اس آیت کریمہ میں اسلامی قیادت و داعیین الی اللہ کے لیے اسباق

- آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ اور صفات حسنہ کے ذکر کے ساتھ آپ کو جو ہدایات عطا کی گئیں وہ قیامت تک کے لیے ارشاد واصلاح اور تبلیغ و دعوت کا کام کرنے والوں کے لیے ایک ہدایت نامہ بن گئیں جن سے معلوم ہوتا رہے گا کہ ایک داعی الی اللہ کو کن صفات کا مرقع ہونا چاہیے؟ اور اگر کبھی ناموافق صورتحال سے بھی دوچار ہونا پڑے تو اس کا رویہ کیا ہونا چاہیے؟
- بالعموم شکستیں اور مشکلات، معاشرے کے اپنے راہبروں سے پراگندہ ہونے کا پیش خیمہ، اور لوگوں کے ساتھ ان کی نرمی کے خاتمہ کا سبب ہیں اس طرح لوگ بھی اس صورتحال میں رہنماوں سے بددل...
- یہاں سے معلوم ہوا کہ دعوت دین کے لیے نرمی اور حسن اخلاق نہایت ضروری چیزیں ہیں، بد خلقی، درشتی اور سخت دلی سے لوگ کبھی قریب نہیں آسکتے
- کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے کہ امیرِ کارواں میں نہیں خُوئے دل نوازی
- ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق
- نگہِ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

اسلامی اجتماعیت و قیادت کا اہم اصول - شورائیت

- اسلام جس اجتماعیت کو قائم کرتا ہے وہ شوریٰ کے نظام پر قائم ہے
- شورائیت اسلامی اجتماعیت کا ایک اہم ترین اصول اور اسلام کے سیاسی نظام کی بنیادی خصوصیت ہے۔
- مشورہ کی ہدایت ان تمام امور و مسائل میں جن کا اثر امت کی اجتماعی زندگی پر پڑتا ہو اس میں سیاست، جنگ، امن اور اسلامی ریاست سے متعلق تمام امور نیز مصالح امت اور دعوت اسلامی کی جدوجہد سے تعلق رکھنے والے جملہ اہم امور و مسائل داخل ہیں۔

- امام ابی عبداللہ القرطبیؒ - خلفاء اور حکام پر واجب ہے کہ دینی معاملات میں علما سے، جنگی امور میں قائدین لشکر اور ماہرین حرب سے، عام فلاح و بہبود کے کاموں میں سرداران قبائل سے اور ملک کی ترقی اور آبادی کے متعلق عقلمند وزرا اور تجربہ کار عہدہ داروں سے مشورہ کریں
- جو حاکم اہل علم ودین سے مشورہ نہیں کرتا بلکہ خودرائی سے کام لیتا ہے اسے معزول کردینا لازمی ہے
- اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اس لیے مشورہ کرنے کا حکم نہیں دیا کہ حضور ﷺ کو ان کے مشورہ کی ضرورت تھی بلکہ اس میں حکمت یہ تھی کہ اس سے مشاورت کی شان کا پتہ چل جائے۔ نیز یہ کہ مشورہ سنت نبوی بن جائے اور امت مسلمہ اس کی اقتدا اور اتباع کرے

اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۚ وَاِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾

اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ ۔اگر مدد کرے تمہاری اللہ

فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۔ تو کوئی غلبہ پانے والا نہیں ہے تم پر

وَاِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ ۔ اور اگر وہ ساتھ چھوڑ دے تمہارا

فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ ۔تو کون ہے وہ جو

یَنۡصُرُکُمۡ ۔مدد کرے گا تمہاری

مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ۔ اس کے بعد

وَعَلَی اللّٰہِ ۔ اور اللہ پر ہی

فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۔ چاہیے کہ توکل کریں مومن لوگ

خَذَلَ یَخۡذُلُ ، خَذۡلاً ۔ ساتھ چھوڑ دینا، حمایت ترک کرنا

اِنۡ يَّنۡصُرۡكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَـكُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ يَّخۡذُلۡكُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡۢ
بَعۡدِهٖ‌ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾

اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں، اور وہ تمہیں چھوڑ دے، تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہو؟ پس جو سچے مومن ہیں ان کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے

If Allah helps you, none can overcome you: If He forsakes you, who is there, after that, that can help you? in Allah, then, Let believers put their trust.

محمد اقبال

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٦٠﴾

اللہ پر توکل کی حقیقت کو مزید موکد کیا گیا ہے

- گزشتہ آیت کریمہ کے آخر میں فرمایا گیا کہ اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔
- اس آیت کریمہ میں ... توکل کو بطور عقیدہ کس طرح ماننا چاہیے اس کی وضاحت کی گئ ہے!
- توکل ترک اسباب اور ترک تدبیر کا نام نہیں بلکہ توکل اس بات کا نام ہے کہ جب ممکن اسباب فراہم ہو جائیں تو اب اپنی کامیابی کا دار ومدار اسباب پر نہیں اللہ پر ہونا چاہیے
- ایک مومن اور کافر میں یہی فرق - کافر کا تمام تر بھروسہ اسباب پر ہوتا ہے اور مومن کا اللہ پر
- مومن اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ مدد صرف اللہ کي طرف سے آتی ہے۔ اگر وہ مدد کرے تو پھر چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی بڑی جماعتوں پر غالب آجاتی ہیں كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ
- اللہ کی مدد کی موجودگی میں کسی اور مدد کی ضرورت نہیں ہوتی اور کوئی اور قوت ایسے بے پناہ یقین رکھنے والوں پر غالب بھی نہیں آسکتی اس لیے ایمان والوں کو صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ - اور نہیں ہے کسی نبی کے لیے

اَنْ يَّغُلَّ - کہ وہ چھپائے (کچھ بھی)

وَمَنْ يَّغْلُلْ - اور جو کوئی چھپائے گا

يَاْتِ بِمَا غَلَّ - تو وہ لائے گا اس کو جو اس نے چھپایا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ - قیامت کے دن

ثُمَّ تُوَفّٰى - پھر پورا پورا دیا جائے گا

كُلُّ نَفْسٍ - ہر نفس کو

مَّا كَسَبَتْ - جو اس نے کمایا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ - اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے

(غ ل ل)

غَلَّ يَغُلُّ ، غُلُوْلًا - خیانت کرنا، مالِ غنیمت میں سے کسی چیز کا چوری کرنا

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا
كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

کسی نبی کا یہ کام نہیں ہو سکتا کہ وہ خیانت کر جائے اور جو کوئی خیانت کرے تو
وہ اپنی خیانت سمیت قیامت کے روز حاضر ہو جائے گا، پھر ہر متنفس کو اس کی
کمائی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر کچھ ظلم نہ ہو گا

It is not for any prophet to embezzle. Whoso embezzles will bring what he embezzled with him on the Day of Resurrection. Then every soul will be paid in full what it hath earned; and they will not be wronged.

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنۡ يَّغُلَّ‌ؕ وَمَنۡ يَّغۡلُلۡ يَاۡتِ بِمَا غَلَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶۱﴾

- غَلُوْلٌ -عام طور پر مال غنیمت میں کسی طرح کی خیانت یا چوری پر بولا جاتا ہے۔ لیکن یہ لفظ عام خیانت، بدعہدی اور بے وفائی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے
- اس حوالے سے اس آیت کریمہ کی دو توجیہات (مفسرین کے نزدیک):

1. جن ۵۰ تیر اندازوں کو آپ ﷺ نے پہاڑی درے پر مقرر فرمایا تھا ان میں سے ۳۵ یا ۴۰ تیر اندازوں نے وہ جگہ اپنے امیر کے حکم کے خلاف چھوڑ دی تھی -جنگ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ان سے باز پرس کی تو انہوں نے کچھ کمزور عذرات پیش کیے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا "بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنَّا نَغُلُّ وَلَا نَقْسِمُ لَكُمْ" اصل بات یہ ہے کہ تم کو ہم پر اطمینان نہ تھا، تم نے یہ گمان کیا کہ ہم تمہارے ساتھ خیانت کریں گے اور تم کو حصہ نہیں دیں گے-اس آیت کا اشارہ اسی معاملہ کی طرف ہے۔
2. کچھ دوسرے مفسرین کے نزدیک اس لفظ کو مالی خیانت کے ساتھ مخصوص کرنے کی کوئی دلیل نہیں، دراصل منافقین کے اس الزام کی تردید ہے جو انھوں نے احد کی شکست کے بعد رسول اللہ ﷺ پر لگایا تھا کہ ہم نے تو اس شخص پر اعتماد کیا ، اس کے ہاتھ پر بیعت کی،اپنے نیک و بد کا اس کو مالک بنایا ، لیکن یہ اس اعتماد سے بالکل غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ہمارے جان و مال کو اپنے ذاتی حوصلوں اور امنگوں کے لیے تباہ کر رہے ہیں۔ یہ عرب پر حکومت کرنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لیے انھوں نے ہماری جانوں کو تختہ مشق بنایا ہے۔ یہ صریحاً قوم کی بدخواہی اور اس کے ساتھ غداری و بے وفائی ہے۔ قرآن نے ان کے اس الزام کی تردید فرمائی ہے کہ تمہارا یہ الزام بالکل جھوٹ ہے ، کوئی نبی اپنی امت کے ساتھ کبھی بے وفائی اور بدعہدی نہیں کرتا۔

اضافی مواد

Reference Material

فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَ شَاوِرۡهُمۡ فِی الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِیۡنَ ﴿۱۵۹﴾

شورائیت

- عربی فعل شَارَ (شَارَ الْعَسل)کے معنی ہیں چھتے سے شہد نچوڑنا ۔ شوریٰ کے معنی، اشارہ کرنا، مشورہ کرنا، اظہار رائے کرنا اور غور و خوض کرنا
- شوریٰ کے عمل (مشورہ کرنے) میں —ایسی تدابیر اور طریقہ کار اختیار کرنا کہ ہر فرد کے پاس جو حکمت و عقل اور دانائی ہے ایک ایک سے وہ دانائی حاصل ہو پھر ان تمام انفرادی دانائیوں کو جمع کرکے ایک ایسی رائے اور فیصلے پر پہنچنا جو اجتماعیت کے لیے مفید اور نفع بخش ہو
- اہمیت: شوریٰ کی اہمیت اس سے واضح ہے کہا کہ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپؐ صحابہ کرام سے مشورہ کریں (اگرچہ آپؐ کو اسکی ضرورت نہ تھی)۔اور قرآن کریم میں ایک سورۃ کا نام الشوریٰ ہے)
- مفسرین کی اکثریت نے آپ ﷺ کو مشاورت کے اس حکم کی حکمت یہ بتائی کہ امت کے لیے شورائیت کی سنت قائم ہو جائے
- احادیث مبارکہ میں ۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر ہمارے درمیان کوئی واقعہ پیش آجائے جس کے بارے میں نہ کوئی امر ہو اور نہ نہی تو ایسے واقعے کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا اس بارے میں عبادت گزار اور دیانت دار ماہرین شریعت سے مشورہ کرلیا کرو اور انفرادی رائے اختیار نہ کرو

اسلام میں شورائیت

رسول اللہ ﷺ کی متعدد احادیث میں شوریٰ کی فضیلت اور امت کے اجتماعی نظام کے لیے اس کی ضرورت اور اہمیت بیان ہوئی ہے

- حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے بہتر لوگ تمہارے امیر ہوں، تمہارے دولت مند بڑے دل والے ہوں اور تمہارے معاملات تمہارے درمیان مشورے سے طے ہوں تو زمین کے اوپر کا حصہ تمہارے حق میں اس کے نیچے کے حصے سے بہتر ہوگا۔ لیکن جب ...."
- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ لوگوں سے مشورہ کرنے والا ہو " (ترمذی شریف)
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مشورہ کرنے والا شخص کبھی حق سے محروم نہیں ہوتا اور اپنی ذاتی رائے کو کافی سمجھنے والا خود پسند شخص کبھی سعید نہیں ہو سکتا " (قرطبّی جلد ۴، صفحہ ۲۵۱،اسلامی سیاست صفحہ ۲۹۷)
- نبی ﷺ کے بعد ائمۂ امت اہلِ علم میں سے امانت دار افراد سے عام معاملات میں مشورہ کرتے تھے، تاکہ زیادہ آسان صورت پر عمل کر سکیں۔ جب کتاب و سنت کی واضح تعلیمات سامنے آجاتیں تو نبی ﷺ کے اسوہ پر عمل کرتے تھے اور کسی دوسری طرف قدم نہیں اٹھاتے تھے (امام بخاری)
- آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: مَاخَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہیں ہوا اور جس نے مشورہ کیا وہ شرمندہ نہ ہوا۔ (المعجم الأوسط للطبرانی)

اسلام میں شورائیت

شورائیت کا وسیع تصور

- وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ.(الشوریٰ ۳۸) اور اُن کا نظام باہمی مشورے پر مبنی ہے
- اسلام نے معاشرہ کے اندر یہ ذوق اور رجحان پیدا کیا ہے کہ ہر فرد اپنے ذاتی اور شخصی معاملات سے لے کر امورِ سیاست، معاشی، معاشرتی، سماجی، انفرادی اور اجتماعی زندگی تک ہر معاملہ میں مشورے کا عادی ہو اور یہ چیز اس کے مزاج میں رچ بس جائے۔
- نبی اکرم ﷺ نے ذاتی معاملات سے لیکر معاشرے کے اجتماعی و دفاعی امور تک تمام معاملات میں اہل افراد سے مشاورت کیا کرتے تھے
- اہلِ ایمان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ پیش آمدہ تمام اہم معاملات باہم مشورہ سے طے کریں۔اس کا تعلق عام امور ہی سے نہیں، سیاست سے بھی ہے۔اس کی نمایاں مثال خلیفہ کا انتخاب ہے
- قرآن اور احادیث مبارکہ میں مشاورت کی اہمیت کے پیشِ نظر خلفاء راشدین اس کو ایک اہم اصول کے طور پر اپنایا اور چاروں خلفاء کی ایک کبار صحابہ پر مشتمل ایک مضبوط مجلسِ شوریٰ موجود تھی
- نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت کے بارے میں بڑے بڑے فیصلوں صحابہ کرام کی مشاورت میں ہوئے

اسلام میں شورائیت

مشورے کے امور - جو چیزیں شریعت میں واجب، حرام ہے یا مکروہ ہیں ان امور میں مشورہ کی ضرورت نہیں بلکہ جائز بھی نہیں ہے، یہ چیزیں مشورہ کی نہیں ہیں

- وہ احکام ومسائل جن کے بارے میں قرآن و حدیث، اقوال صحابہ یا سلف کی کتابوں میں کوئی صراحت نہیں ہے، جدید اور نئے زمانہ سے ان کا تعلق ہے، ان میں مشورہ کرنا نہ صرف جائز؛ بلکہ اربابِ فقہ اور صاحبِ نظر علمائے دین سے ان کے بارے میں پوچھنا اور حکمِ شرعی معلوم کرنا واجب ہے
- دینی امور کے علاوہ معاشی، معاشرتی، سماجی، انفرادی اور اجتماعی زندگی میں پیش آنے والے معاملات میں بھی مشورہ کو اپنانا چاہیے، جہاں شریعت، عقل و عادت کے اعتبار سے کوئی جانب متعین ہو اور نہ ہی اس کا نافع ہونا یقینی ہو

مشورہ کن سے کیا جائے؟ مشورہ ہمیشہ ایسے شخص سے کرنا چاہیے جس کو متعلقہ معاملے میں پوری بصیرت اور تجربہ حاصل ہو؛ چنانچہ دینی معاملات میں ماہر اور صاحبِ نظر عالمِ دین سے مشورہ کرنا چاہیے اور دنیاوی معاملات میں اس شعبے میں مہارت رکھنے والے افراد سے ــ مشورے اور شورائیت کا تعلق اہلیت سے ہے جس کو مدِ نظر رکھنا چاہیے (اِسْتَشِيْرُوْا ذَوِي الْعُقُوْلِ تُرْشَدُوا وَ لَا تَعْصُوْهُمْ فَتَنْدَمُوا)

- بالعموم مشورے کے لیے متقی، صالح، صاحبِ بصیرت، صاحب رائے، امانت دار شخص کا انتخاب کیا جائے
- حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تین اشخاص سے مشورہ نہ کرو (۱) بخیل سے (۲) بزدل سے (۳) حریص سے

اسلام میں شورائیت

متفرقات

- رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : جس شخص سے مشورہ کیا جاتا ہے، وہ امانت دار ہوتا ہے، اسے امانت داری کا پورا حق ادا کرنا چاہیے۔ (جامع ترمذی)
- مشورہ دینے والے کی ذمہ داری ہے کہ جس معاملہ میں مشورہ لیا گیا ہے، اس کو راز میں رکھے، لوگوں کے سامنے اس کو ظاہر نہ کرے
- آپ ﷺ کا ارشاد ہے : مَنِ اسْتَشَارَ أَخَاهُ فَأَشَارَهُ عَلَيْهِ بِأَمْرِهِ وَهُوَ يَرَىٰ الرُّشْدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَقَدْ خَانَهُ (مسند احمد) جس نے اپنے بھائی سے مشورہ کیا اور اس نے اسے کوئی ایسا مشورہ دیا جس کے علاوہ میں وہ کامیابی سمجھتا ہو تو اس نے اس کے ساتھ خیانت کی۔
- جس معاملہ میں اگر کسی سے مشورہ لیا جارہا ہے، اس شخص کو اگر اس معاملے میں مکمل بصیرت ہو تو مشورہ دے، ورنہ صاف کہہ دے کہ وہ مشورہ دینے کی حیثیت میں نہیں ہے
- مشورہ طلب کیے بغیر از خود مشورہ دینا بہتر نہیں ہے، تاہم اگر مشیر یہ سمجھے کہ کوئی شخص غلط راہ پر چلنے سے ہلاکت میں پڑ سکتا ہے اور اس کو یقین ہے کہ اگر میں نے سکوت اختیار کیا تو اس کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو اس وقت بلا طلب بھی مشورہ دینا مستحسن ہے

اسلام میں شورائیت

متفرقات

- قرآن کی آیت وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ.(الشوریٰ۳۸) " اور اُن کا نظام باہمی مشورے پر مبنی ہے " اسلام کے قانون سیاست میں نظم حکومت کی اساس ہے-یہ اس بات کی متقاضی کہ اسلام میں سیاسی نظام کی صورت گری، حکومتی اداروں کا قیام اور حاکم کا انتخاب بذریعہ شوری (رائے پر مبنی) ہو اور مملکت کے تمام فیصلے شورائیت کے ذریعہ ہوں
- کیا اسلامی ریاست کا سربراہ مشیروں کے مشوروں کا پابند ہے یا اس کے خلاف بھی عمل کر سکتا ہے؟

اس کا جواب ایک حدیث میں ہمیں ملتا ہے جو حضرت علیؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

" رسول اللہ ﷺ سے اس عزم کے بارے میں پوچھا گیا (جس کا قرآن میں ذکر ہے) آپؐ نے فرمایا: اہل الرائے سے مشورہ کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا"

- ڈاکٹر علی صلابی اور اس شعبے میں تخصص رکھنے والے دیگر علماء امیر کو شوریٰ کی رائے کا پابند قرار دیتے ہیں
- شوری اسلام کی بنیادوں میں سے ہے اور اس کا شمار اہم ترین احکام میں ہوتا ہے، اور جو اہل علم و دین سے مشورہ نہیں کرے اسے معزول کرنا واجب ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے (مفسر ابن عطیہ اندلسی)

اسلام میں شورائیت

کتب و مواد برائے مزید مطالعہ

1. اسلامی ریاست — سید ابوالآعلی مودودی
2. اسلام میں مشورہ کی اہمیت- مفتی محمد شفیع
3. الشوری فریضۃ اسلامیۃ - علی محمد الصلابی
4. تفہیمات- سید ابوالآعلی مودودی۔
5. Islamic Law and Constitution - سید ابوالآعلی مودودی Compiled by Prof Khurshid A.